مقبوضہ کشمیر میں املاک کی فروخت پر فتویٰ

مفتی منیب الرحمٰن

استفتاء: بھارت نے اپنے دستوری میثاق، اقوام متحدہ کی قرار دادوں اور قانونِ بین الاقوام کی نفی کرتے ہوئے، ۵؍اگست ۲۰۱۹ء کو بھارتی دستور کے آرٹیکل ۳۵-اے اور ۳۷۰ میں ترمیم کرکے اپنے تئیں مقبوضہ جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کردیا۔ اس طرح ریاست سے باہر پورے بھارت کے باشندوں پر عائد اس پابندی کو ختم کردیا کہ جس کے تحت وہ ریاست جموں وکشمیر میں ڈومیسائل بنانے، ملازمت حاصل کرنے اور جائداد خریدنے کی اجازت نہیں رکھتے تھے۔ اس کا واضح مقصد ریاست جموں وکشمیر میں مسلم اکثریتی آبادی کو مصنوعی طریقے سے اقلیت میں تبدیل کرنا ہے۔ ایسے میں کیا ریاست جموں وکشمیر کے باشندوں کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ بھارتی قابض حکمرانوں کے ان مخصوص مقاصد کی تکمیل کے لیے بھارتی ہندوؤں کے ہاتھ اپنی جائدادوں کو فروخت کریں، نیز اسلام، غیر مسلموں کے ساتھ کس حد تک معاملات ومدارات کی اجازت دیتا ہے؟

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّاب

عام حالات میں مرتدین کے برعکس یہود ونصاریٰ اور دیگر غیر مسلموں کے ساتھ خرید وفروخت اور دیگر مالی معاملات کرنا شرعاً درست ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا یہودیوں کے ساتھ لین دین ثابت ہے، چنانچہ وہ مدینہ طیبہ کے یہودیوں کے ساتھ خرید وفروخت، قرض اور رہن وغیرہ سمیت تمام جائز معاملات کرتے تھے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں باب کا عنوان قائم فرمایا ہے: ’’بَابُ الشِّرَاءِ وَالْبَیْعِ مَعَ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَہْلِ الْحَرْبِ‘‘، یہ باب مشرکوں اور اہل حرب سے خرید وفروخت کے بیان میں ہے۔ اس باب کے تحت امام بخاریؒ نے یہ حدیث ذکر فرمائی ہے:

عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں:

کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِکٌ مُشْعَانٌّ طَوِیلٌ بِغَنَمٍ یَسُوقُهَا، فَقَالَ النَّبِیُّ: بَیْعًا أَمْ عَطِیَّةً أَوْقَالَ: أَمْ ہِبَةً، قَالَ: لَا، بَلْ بَیْعٌ، فَاشْتَرٰی مِنْہُ شَاةً، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک لمبا چوڑا مشرک بکریاں ہنکاتا ہوا آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فروخت کے لیے ہیں یا عطیہ دینے کے لیے یا فرمایا: بطور تحفہ دینے کے لیے؟ اس نے جواب دیا: فروخت کے لیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی‘‘ (صحیح البخاری: ۲۲۱۶)۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں:

اِشْتَرٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ یَہُوْدِیٍّ طَعَامًا بِنَسِیْئَةٍ وَرَہَنَہٗ دِرْعَہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ایک یہودی سے اُدھار اناج خریدا اور اُس کے پاس اپنی زرہ رہن کے طور پر رکھوائی‘‘ (صحیح البخاری: ۲۰۹۶)۔

علامہ قسطلانی شافعیؒ فرماتے ہیں:

فِیْہِ جَوَازُ بَیْعِ الْکَافِرِ وَإِثْبَاتُ مِلْکِہٖ عَلٰی مَافِیْ یَدِہٖ وَجَوَازُ قُبُوْلِ الْھَدِیَّۃِ مِنْہُ، اس حدیث میں کافر سے خرید و فروخت کے جواز کا بیان ہے اور یہ کہ جو چیز اُس کے قبضے میں ہو، اُس میں اُس کی ملکیت ثابت ہے، نیز کافر سے تحفہ قبول کرنے کے جواز کا بیان ہے'' (ارشاد الساری، ج ۴، ص ۱۰۱)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ مزارعت کا معاملہ فرمایا تھا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

قَامَ عُمَرُ خَطِیْبًا، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللہِ کَانَ عَامَلَ یَھُوْدَ خَیْبَرَ عَلٰی أَمْوَالِھِمْ، حضرت عمرؓ ایک دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ اُن کے اموال پر معاملہ فرمایا تھا (صحیح البخاری: ۲۷۳۰)۔

البتہ مخصوص حالات میں اہلِ علم کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ یہود و ہنود اور دیگر کافروں کے ساتھ کوئی بھی ایسا معاملہ اور کسی بھی ایسی چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، جو اسلامی مملکت اور اہلِ اسلام کے لیے فی الحال یا مستقبل قریب و بعید میں کسی بھی طرح ضرر و نقصان کا باعث ہو، حتیٰ کہ اگر اُن کے ہاتھ سوئی جیسی معمولی چیز فروخت کرنے میں مسلمانوں کا نقصان ہو تو یہ بھی اُنھیں فروخت نہیں کی جائے گی۔ یہ گناہ اور سرکشی کے کاموں میں اُن سے تعاون کرنا ہے۔

کشمیر کی سرزمین دارالاسلام ہے، جہاں صدیوں سے ہی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ آرٹیکل ۳۷۰ اور ۳۵-اے کی 'بھارتی آئین' کا میثاق اس بات کا بیّن ثبوت ہے، اور اب اس پر خط تنسیخ پھیر نا خود ہندستان کے قومی میثاق کی نفی اور جموں و کشمیر کی وحدت کی تحلیل کرنے کی پہلی اینٹ ہے۔

یہ دستوری توثیقات اس بات کی شاہد ہیں کہ جموں و کشمیر ریاست، ہندستان کا حصہ نہیں ہے، بلکہ بھارت کا مقبوضہ علاقہ ہے اور اقوامِ متحدہ نے ۱۹۴۸ء سے اپنی قراردادوں میں اِسے متنازعہ علاقہ تسلیم کیا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد سے ہی ہندستانی حکومت اس علاقے پر قابض ہے اور تقریباً تہتّر برسوں سے مسلمانوں کی اکثریت کے خاتمے کے لیے اُن پر ہر طرح کا ظلم و تشدد روا رکھے ہوئے ہے اور ان کے حقوق غصب کرتی آئی ہے۔ اب اُنھوں نے ایک نیا حربہ اختیار کرتے ہوئے جموں و کشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کر دیا ہے، تاکہ آبادی کا تناسب تبدیل کرنے کے لیے وہاں ہندوؤں کی آبادکاری کا سلسلہ عمل میں لایا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے اہلِ کشمیر کو ڈرا دھمکا کر اور حیلے بہانوں کے ذریعے اپنی مملوکہ زمینیں فروخت کرنے یا کرائے پر دینے کے لیے مجبور کیا جارہا ہے۔ از روے شریعت ایسی صورتِ حال میں مسلمانوں کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی زمینیں اور غیر منقولہ جائداد ہندوؤں کو فروخت کریں، کیونکہ یہ مسلمانوں کو کمزور کرنے، اسلام اور اسلام دشمن قوتوں کی مدد و اعانت اور ان کی تقویت کا سبب ہے، جو کہ از روے شریعت ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ: ۲) گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی اعانت نہ کرو۔

علامہ ابن کثیرؒ نے تفسیر میں معجم کبیر کے حوالے سے یہ حدیث ذکر فرمائی ہے:

مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُعِیْنَہٗ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ، جو شخص کسی ظالم کے ہمراہ اُس کی اعانت کے لیے یہ جانتے ہوئے چلا کہ وہ ظالم ہے، تو وہ اسلام سے نکل گیا (تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۱۱)۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ وَلَوْ بِشَطْرِ کَلِمَۃٍ، لَقِیَ اللہَ عَزَّوَجَلَّ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ: آیِسٌ مِنْ رَحْمَۃِ اللہِ، جس شخص نے کسی مؤمن کے قتل پر اعانت کی، خواہ ایک کلمہ ہی کیوں نہ کہا ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) لکھا ہوگا کہ یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہے'' (سنن ابن ماجہ: ۲۶۲۰)۔

علامہ علاء الدین حصکفیؒ لکھتے ہیں:

يَحْرُمُ أَنْ نَبِيعَ مِنْهُمْ مَا فِيهِ تَقْوِيَتُهُمْ عَلَى الْحَرْبِ كَحَدِيدٍ وَعَبِيدٍ وَخَيْلٍ وَلَا نَحْمِلُهُ إِلَيْهِمْ وَلَوْ بَعْدَ صُلْحٍ، لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ، ہمارے لیے اہلِ حرب کے ہاتھ کسی ایسی چیز کو فروخت کرنا حرام ہے، جو اُنھیں جنگ میں قوت پہنچانے کا ذریعہ بنے، مثلاً: لوہا، غلام اور گھوڑے۔ اور ہم ان چیزوں کو فروخت کرنے کے لیے دار الحرب بھی لے کر نہیں جائیں گے، خواہ صلح کے بعد ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، (رَدُّ الْمُحْتَارِ عَلَی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ، ج ۴، ص ۱۳۴)۔

یہ تمام سامانِ حرب دشمن کے لیے حالات کو سازگار بنانے کا استعارہ ہیں۔ اس کے تحت علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

أَرَادَ بِهِ التَّمْلِيكَ بِوَجْهٍ كَالْهِبَةِ، بَلِ الظَّاهِرُ أَنَّ الْإِيجَارَ وَالْإِعَارَةَ كَذٰلِكَ، لِأَنَّ الْعِلَّةَ مَنْعُ مَا فِيهِ تَقْوِيَةٌ عَلَى قِتَالِنَا، قَوْلُهُ: كَحَدِيدٍ وَسِلَاحٍ مِمَّا اُسْتُعْمِلَ لِلْحَرْبِ، وَلَوْ صَغِيرًا كَالْإِبْرَةِ، وَكَذَا مَا فِي حُكْمِهِ مِنَ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ فَإِنَّ تَمْلِيكَهُ مَكْرُوهٌ، لِأَنَّهُ يُصْنَعُ مِنْهُ الرَّايَةُ، علامہ حصکفی کی مراد یہ ہے کہ کفار کو کسی بھی طرح ایسی اشیا کا مالک بنانا جائز نہیں ہے، جس سے اُنھیں قوت وطاقت حاصل ہو، خواہ مالک بنانا خرید وفروخت کے ذریعے ہو یا تحفہ کے ذریعے، بلکہ ظاہر بات یہ ہے کہ اُنھیں اس قسم کی اشیا کرائے اور عاریت کے طور پر دینا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ ممانعت کی علت اُن سے اس چیز کو روکنا ہے، جس کے ذریعے اُنھیں ہم مسلمانوں کے ساتھ لڑائی میں قوت حاصل ہو، مثلاً: لوہا، ہتھیار وغیرہ ایسی چیزیں جو جنگ میں استعمال کی جاتی ہیں، خواہ وہ انتہائی معمولی ہوں، جیسے: سوئی۔ اسی طرح اس کے حکم میں ہے، مثلاً ریشم ودیباج کا مالک بنانا بھی مکروہ ہے، کیونکہ اس سے جھنڈا بنایا جاتا ہے (رَدُّ الْمُحْتَارِ عَلَی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ، ج ۴، ص ۱۳۴)۔ مزید لکھتے ہیں:

الذِّمِّيُّ إِذَا اشْتَرَى دَارًا أَيْ أَرَادَ شِرَاءَهَا فِي الْمِصْرِ لَا يَنْبَغِي أَنْ تُبَاعَ مِنْهُ، فَلَوِ اشْتَرَى يُجْبَرُ عَلَى بَيْعِهَا مِنَ الْمُسْلِمِ، اگر ذمی شخص (جو مسلمانوں) کے شہر میں زمین خریدنے کا ارادہ کرے، تو اُسے زمین فروخت نہیں کرنا چاہیے۔ پس، اگر اس نے زمین خرید لی تو اُسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس زمین کو مسلمان کے ہاتھ فروخت کرے (ایضاً، ج ۴، ص ۲۰۹)۔ نیز لکھتے ہیں:

وَإِذَا تَكَارَى أَهْلُ الذِّمَّةِ دُورًا فِيمَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ لِيَسْكُنُوا فِيهَا فِي الْمِصْرِ، جَازَ لِعَوْدِ نَفْعِهِ إِلَيْنَا وَلِيَرَوْا تَعَامُلَنَا فَيُسْلِمُوا بِشَرْطِ عَدَمِ تَقْلِيلِ الْجَمَاعَاتِ لِسُكْنَاهُمْ شَرَطَهُ الْإِمَامُ الْحَلْوَانِيُّ، فَإِنْ لَزِمَ ذٰلِكَ مِنْ سُكْنَاهُمْ أُمِرُوا بِالْاِعْتِزَالِ عَنْهُمْ وَالسُّكْنَى بِنَاحِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا مُسْلِمُونَ وَهُوَ مَحْفُوظٌ عَنْ أَبِي يُوسُفَ، اور اگر اہلِ ذمہ، مسلمانوں کی بستیوں میں گھروں کو کرائے پر لینا چاہیں تو جائز ہے، کیونکہ ایک تو اس کا ہمیں نفع پہنچے گا، اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ ہمارے معاملات کو دیکھ کر مسلمان ہو جائیں گے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اُن کے رہایش پذیر ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی تعداد قلیل نہ ہو، امام حلوائیؒ نے اس کی شرط لگائی ہے۔ پس! اگر اُنھیں رہایش دینے سے مسلمانوں کی تعداد کا قلیل ہونا لازم آتا ہو تو مسلمانوں سے علیحدگی کا حکم دیا جائے گا، اور وہ کسی ایسے کنارے میں رہیں گے، جہاں مسلمان نہ ہوں، یہ قول امام ابویوسفؒ سے محفوظ ہے، (رَدُّ الْمُحْتَارِ عَلَی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ، ج ۴، ص ۲۱۰)۔

امام ابویوسفؒ چونکہ قاضی القضاۃ رہے ہیں، اس لیے انھیں ان عملی حکمتوں اور تدابیر کا تجربہ ہے، جو مسلمانوں کی تدبیر اجتماعی اور تمدنی حقوق کے تحفظ کے لیے ضروری ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں:

لَا نَقُولُ بِالْمَنْعِ مُطْلَقًا وَلَا بِعَدَمِهِ مُطْلَقًا بَلْ يَدُورُ الْحُكْمُ عَلَى الْقِلَّةِ وَالْكَثْرَةِ وَالضَّرَرِ وَالْمَنْفَعَةِ، کفار کے ہاتھوں زمین فروخت کرنا یا اُنھیں زمین کرائے پر دینے کو نہ تو ہم مطلقاً منع کرتے ہیں اور نہ اِسے مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں، بلکہ حکم کا مدار مسلمانوں کی قلّت وکثرت اور ضرر ومنفعت پر ہے، (ایضاً، ج ۴، ص ۲۱۰)۔

علامہ ابن بطال مالکیؒ لکھتے ہیں:

الشِّرَاءُ وَالْبَيْعُ مِنَ الْكُفَّارِ كُلِّهِمْ جَائِزٌ، إِلَّا أَنَّ أَهْلَ الْحَرْبِ لَا يُبَاعُ مِنْهُمْ مَا يَسْتَعِينُونَ بِهِ عَلَى إِهْلَاكِ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْعُدَّةِ وَالسِّلَاحِ، وَلَا مَا يَقْوَوْنَ بِهِ عَلَيْهِمْ، کفار کے ساتھ خرید وفروخت کے حوالے سے تمام معاملات جائز ہیں، لیکن ایسی کوئی چیز فروخت کرنی جائز نہیں، جو اہلِ حرب مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں اور اس سے مسلمانوں کے خلاف انھیں مدد اور قوت وطاقت حاصل ہو، (شَرْحُ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ لِابْنِ الْبَطَّالِ، ج ۶، ص ۳۳۸)۔

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:

أَنَّ بَيْعَ الشَّمْعِ لَهُمْ مَمْنُوعٌ إِذَا كَانُوا يَسْتَعِينُونَ بِهِ عَلَى إِضْرَارِ الْمُسْلِمِينَ، کفار کو شمع فروخت کرنا (بھی) ممنوع ہے، جب کہ اس کے ذریعے اُنھیں مسلمانوں کو ضرر پہنچانے میں مدد حاصل ہوتی ہو (حَاشِيَةُ الدُّسُوقِيِّ عَلَى الشَّرْحِ الْكَبِيرِ، ج ۳، ص ۷)۔

مسلّمہ شافعی محدّث امام یحییٰ بن شرف الدین نوَوِیؒ لکھتے ہیں:

وَاَمَّا بَیْعُ السِّلَاحِ لِاَہْلِ الْحَرْبِ فَحَرَامٌ بِالْاِجْمَاعِ، اہل حرب کو ہتھیار فروخت کرنا بالاجماع حرام ہے (اَلْمَجْمُوعُ شَرحُ الْمُہَذَّب، ج۹، ص ۳۵۴)۔

علامہ ابن حزم اندلُسی ظاہریؒ لکھتے ہیں:

وَالْبَیْعُ مِنْہُمْ جَائِزٌ إِلَّا مَا یَتَقَوَّوْنَ بِہٖ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ دَوَابَّ اَوْ سِلَاحٍ اَوْ حَدِیْدٍ اَوْ غَیْرِ ذٰلِکَ، فَلَا یَحِلُّ بَیْعُ شَیْءٍ مِنْ ذٰلِکَ مِنْہُمْ اَصْلًا، قَالَ تَعَالٰی: وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، فَتَقْوِیَتُہُمْ بِالْبَیْعِ وَغَیْرِہٖ مِمَّا یَقْوَوْنَ بِہٖ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ حَرَامٌ، وَیُنَکَّلُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ، وَیُبَالَغُ فِی طُوْلِ حَبْسِہٖ، کفار کے ساتھ خرید وفرخت جائز ہے، مگر ایسی اشیا کی خرید وفروخت جائز نہیں جس کے ذریعے اُنھیں مسلمانوں پر تقویت حاصل ہو، مثلاً اُنھیں چوپائے، ہتھیار، لوہا وغیرہ فروخت کرنا، پس ان میں سے کوئی چیز اُن کے ہاتھ فروخت کرنا اصلاً جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی اعانت نہ کرو"، پس اُنھیں خرید وفروخت ودیگر ذرائع سے تقویت پہنچانا کہ اُنھیں مسلمانوں پر غلبہ حاصل ہو جائے حرام ہے، ایسے شخص کو عبرت ناک سزا دی جائے گی اور لمبے عرصے تک قید میں رکھا جائے گا، (اَلْمُحَلّٰی بِالْآثَار، ج۷، ص ۵۷۴)۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا ﴿۱۴۱﴾ (النسآء: ۱۴۱) ’اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے مسلمانوں پر غلبہ پانے کی کوئی سبیل ہر گز روا نہیں رکھی۔

الغرض، پُرامن حالات میں مسلمان، غیر مسلموں کے ساتھ مدارات اور مواسات کا برتاؤ کر سکتے ہیں۔ مدارات سے مراد حسن سلوک ہے، تاکہ ان کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں نرم گوشہ پیدا ہو، جسے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں تالیفِ قلب سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ مواسات سے مراد انسانی بنیادوں پر غیر مسلم کے ساتھ ہمدردی اور غم گساری کا برتاؤ کرنا، مثلاً: بھوکے کو کھانا کھلانا، بیمار کی عیادت کرنا، اس نیت کے ساتھ اس کی صحت کی دعا کرنا کہ شاید مہلت اس کے حق میں مفید ثابت ہو اور اسے ایمان کی توفیق نصیب ہو جائے۔

صحیح مسلم (۲۵۶۹) کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ناداروں کی بھوک، بیماری اور بے لباسی کو بالترتیب اپنی بھوک، بیماری اور جامہ پوشی سے تعبیر فرمایا ہے اور یہ تاکید کا انتہائی درجہ ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود ایک یہودی لڑکے کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس حُسنِ سلوک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی ہے، مثلاً: البقرہ: ۱۸۴، المائدہ: ۹۵، بنی اسرائیل: ۲۶، الروم: ۳۸، المجادلہ: ۴، الحاقۃ: ۳۴، الدھر: ۸، الفجر: ۱۸، البلد: ۱۶ وغیرہا من الآیات۔ اسی طرح قرآن کریم نے سورۃ المائدہ (۳۲) میں جہاں ایک بے قصور انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل اور بے قصور انسان کی جان بچانے کو پوری انسانیت کی جان بچانے سے تعبیر فرمایا ہے، وہاں نفسِ مومن کی بات نہیں کی بلکہ مطلق نفس (انسانی جان) کی بات کی ہے۔

اسلام نے کافروں اور مشرکوں کے ساتھ 'مداہنت' سے منع فرمایا ہے۔ 'مداہنت' کے معنی ہیں: دین کے معاملے میں بے جا رعایت کرنا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْہِنُ فَیُدْہِنُوْنَ ﴿۹﴾ (القلم: ۸-۹) آپ حق کو جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیں، وہ چاہتے ہیں کہ آپ (دین کے معاملے میں) اُن کو بے جا رعایت دیں تاکہ وہ بھی (جواباً) کچھ رعایت دے دیں۔

کفار ومشرکین کے ساتھ دین کے معاملے میں سودا بازی (Bargaining) یا 'کچھ لو اور دو (Give & Take)' اور مفاہمت (Compromise) کی کوئی گنجایش نہیں ہے، اس مضمون کے تفہیم (understanding) کے لیے سورۃ الکافرون کا ترجمہ مع تفسیر مفید رہے گا۔

اسی طرح اسلام نے کفار ومشرکین کے ساتھ قلبی دوستی کی اجازت نہیں دی، اللہ نے فرمایا ہے:

۱ - يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥١﴾ (المائدہ: ۵۱) اے مومنو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا تو وہ (درحقیقت) انھی میں سے (شمار) ہوگا، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۲- وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ھود: ۱۱۳) اور ظالموں کی طرف (قلبی) میلان نہ رکھو، مبادا تمھیں (جہنم کی) آگ چھوئے۔

۳- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ ۙ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ (الممتحنہ: ۱) اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا ڈول ڈالتے ہو، حالانکہ جو حق تمھارے پاس آیا ہے، وہ اس کا انکار کر چکے ہیں، وہ رسول کو اور تمھیں (محض) اس سبب سے بے وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لائے ہو۔

۴ - لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ (المجادلہ: ۲۲) آپ ایسی قوم نہیں پاؤ گے جو (ایک جانب) اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں (اور دوسری جانب) اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت کرتے ہوں، خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے رشتے دار ہوں۔

۵ - لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ (المائدہ: ۸۲) آپ مومنوں کے ساتھ شدید ترین عداوت رکھنے والا یہود اور مشرکوں کو پائیں گے۔

دنیا بھر کے مسلمانوں پر، مقبوضہ جموں وکشمیر اور اب ہندستان بھر کے مسلمانوں کی تائید و حمایت لازم ہے، کیونکہ صدیوں سے نسل در نسل رہنے والے ان مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے، ان کی جان و مال اور آبرو کی حرمتوں کو پامال کیا جارہا ہے۔ اسی تناظر میں ہم ماسوائے مقبوضہ جموں وکشمیر، باقی ماندہ ہندستان کے مسلمانوں کی تحدیدات (limitations) اور مجبوریوں کو سمجھتے ہیں، ہمیں ان کے دکھوں، ذہنی، جسمانی اور روحانی اذیتوں کا ادراک ہے، لیکن آسام و کشمیری مسلمانوں کے حوالے سے بعض مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں کے جو بیانات سامنے آئے ہیں، کاش کہ وہ نہ آتے۔ بلاشبہ وطن کی محبت ایک فطری امر ہے، لیکن وطن معبود نہیں ہے۔ اگر وطن معبود ہوتا تو تاریخ انبیاے کرام میں ہجرت کا کوئی باب نہ ہوتا۔ بطورِ خاص، سیرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں ہجرت بھی ہے، پھر 'فتح مبین' ہے۔ جدید انسانی تاریخ میں سوویت یونین کا زوال اور پھر تحلیل ہونا اس کی روشن مثال ہے۔ ہندستان سابق کمیونسٹ سلطنت سوویت یونین سے زیادہ طاقت ور ملک نہیں ہے۔ حقِ وطن کو عصر حاضر کے اجتماعی ضمیر نے انسانیت کے عقل عام (Common Sense) اور اجتماعی دانش (Collective wisdom) نے بھی تسلیم کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دہشت گردی اور جِدّ وجُہدِ آزادی میں فرق روا رکھا گیا ہے۔

بھارت کے نئے قانون شہریت نے تنگ نظر نسل پرستی کے علَم بردار نریندرا مودی کی بھارتی حکومت کی انسانیت دشمنی کو پوری دنیا پر واضح کر دیا ہے۔ مسلم ممالک کی تنظیم (OIC) کا بالخصوص مقبوضہ جموں وکشمیر، فلسطین اور بھارت کے مسلمانوں کے حوالے سے، اور عالمِ عرب کا سکوت ولا تعلّقی جس طرح ایک مجرمانہ فعل ہے، اسی طرح کسی دوسرے مسلم ملک پر ملت کفر کی یلغار میں مدد و معاون بننا اس سے بھی کہیں زیادہ بدتر فعل ہے۔ یہ اس حدیث نبویؐ سے صریح بغاوت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ (خود) اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ (اغیار کے مظالم کا نشانہ بننے کے لیے) اسے بے سہارا چھوڑتا ہے'' (صحیح البخاری: ۶۹۵۱)۔

جب ہم کسی خاص تناظر میں شریعت کا کوئی مسئلہ بیان کرتے ہیں، تو فسادی لوگ اُسے اس کا مفہومِ مخالف نکال کر منفی مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں کہ ''اسلام اپنے ماننے والوں کو دوسرے ادیان کے ماننے والوں سے نفرت سکھاتا ہے''، اس لیے یہاں وضاحت سے بیان کیا جارہا ہے کہ اسلام انسانیت سے نفرت نہیں سکھاتا۔ اسلام 'جرم' سے نفرت کرتا ہے اور مجرم سے ہمدردی رکھتا ہے اور اس کی اصلاح کرتا ہے اور اسلام اعلیٰ انسانی اقدار کا علَم بردار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱ -لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ (الممتحنۃ: ۸) جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تمھارے ساتھ جنگ نہیں کی اور نہ تمھیں اپنے گھروں سے نکالا ہے، اللہ تمھیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

امام احمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص الحنفیؒ (م: ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

۲ -رُوِیَ اَنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ شَانِ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، وَاُمُّھَا جَاءَتْ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ تَسْتَمْنِحُھَا، وَسَاَلَتِ النَّبِیَّ عَنْ ذٰلِکَ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ، روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی کہ اُن کی مشرکہ والدہ ان کے پاس کچھ ہدیہ یا عطیہ لینے کی نیت سے آئیں۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بابت سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ مبارکہ نازل فرمائی (شرح مختصر الطحاوی، ج ۲، ص ۳۸۶)۔

معلوم ہوا کہ غیر مسلم کو عطیہ یا ہدیہ دیا جاسکتا ہے۔ امام جصاصؒ کے بقول ”یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے:“

۳ -عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ قُرَیْشٍ، اِذْ عَاھَدُوا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمُدَّتِھِمْ مَعَ اَبِیْھَا، فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اَفَاَصِلُھَا، قَالَ: نَعَمْ صِلِیْھَا حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں: میری ماں حالتِ شرک میں اپنے والد کے ساتھ قریش کے اُس دور میں میرے پاس آئیں، جب انھوں ایک مدت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن کا معاہدہ کر لیا تھا، سو انھوں نے رسولؐ اللہ سے پوچھا اور عرض کی: یارسول اللہ! میری ماں آئی ہیں اور وہ کچھ (عطیے کی) خواہش رکھتی ہیں، کیا میں اُن کے ساتھ صلۂ رحمی کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرو (صحیح البخاری: ۳۱۸۳)۔

۴ -وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا (الدھر: ۹) وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اس آیت کے تحت امام ابو بکر جصاصؒ لکھتے ہیں:

۵ -وَالْاَسِیْرُ فِیْ دَارِ الْاِسْلَامِ لَا یَکُوْنُ اِلَّا کَافِرًا، فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ الصَّدَقَۃَ عَلَیْھِمْ قُرْبَۃٌ، دار الاسلام میں قیدی تو کافر ہی ہوں گے، پس یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ غیر مسلم کو صدقہ دینا بھی کارِ ثواب ہے (شرح مختصر الطحاوی، ج ۲، ص ۳۸۶)۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

۶ -وَلَا بَاْسَ اَنْ یَّتَصَدَّقَ عَلَی الْمُشْرِکِ مِنَ النَّافِلَۃِ وَلَیْسَ لَہٗ فِی الْفَرِیْضَۃِ مِنَ الصَّدَقَۃِ حَقٌّ، وَقَدْ حَمِدَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَوْمًا، فَقَالَ: وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ، مشرک کو نفلی صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ فرض صدقے میں اُس کا حق نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو کھانا کھلاتے ہیں۔

اگر اس کے اسلام لانے کی اُمید ہو تو پھر صدقہ کرنا بہتر ہے:

امام ابو جعفر طحاویؒ لکھتے ہیں:

۷ -وَاَمَّا سَائِرُ الصَّدَقَاتِ مِنْ نَحْوِ صَدَقَۃِ الْفِطْرِ وَالْکَفَّارَاتِ فَیَجُوْزُ اِعْطَاؤُھَا اَھْلَ الذِّمَّۃِ، وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ: اَنَّ کُلَّ صَدَقَۃٍ وَاجِبَۃٍ: لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّعْطٰی اَھْلُ الذِّمَّۃِ مِنْھَا، اَلْحُجَّۃُ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ: قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی: ”فَکَفَّارَتُہٗ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسَاکِیْنَ“ وَقَوْلُہٗ: فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا“}. وَقَالَ النَّبِیُّ فِیْ صَدَقَۃِ الْفِطْرِ: نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ، وَلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْکَافِرِ وَاَیْضًا: لِمَا رُوِیَ: اَنَّ الْمُسْلِمِیْنَ کَرِھُوا الصَّدَقَۃَ عَلٰی غَیْرِ اَھْلِ دِیْنِھِمْ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی: لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ، فَقَالَ النَّبِیُّ: تَصَدَّقُوْا عَلٰی اَھْلِ الْاَدْیَانِ“، فَعُمُوْمُ الْاٰیَۃِ، وَلَفْظُ النَّبِیِّ کُلٌّ وَاحِدٍ یُجِیْزُ دَفْعَ الصَّدَقَاتِ اِلٰی اَھْلِ الذِّمَّۃِ، فَلَمَّا قَامَتِ الدَّلَالَۃُ عَلٰی تَخْصِیْصِ زَکَوَاتِ الْاَمْوَالِ: خَصَّصْنَاھَا وَبَقِیَ حُکْمُ الْعُمُوْمِ فِیْ مَا عَدَاھَا، اور رہے باقی صدقات! جیسے صدقۂ فطر اور کفارات تو ان کا ذمّیوں کو دینا جائز ہے اور امام ابو یوسف سے مروی ہے: ’کوئی بھی صدقہ واجبہ ذمّیوں کو دینا جائز نہیں ہے‘۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر مبنی ہے: ”پس، اُس (قسم) کا کفارہ دس مساکین کو کھلانا ہے“ اور یہ ارشاد: ”پس،

ساٹھ مسکینوں کو کھلانا ہے" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کے بارے میں فرمایا: آدھی صاع گندم یا ایک صاع کھجور اور آپؐ نے مسلم اور کافر کے درمیان فرق نہیں فرمایا، اور یہ بھی مَروی ہے کہ مسلمانوں نے غیر مسلموں کو صدقہ دینے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "آپ پر انھیں ہدایت دینا لازم نہیں ہے، لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے، (البقرہ: ۲۷۲)، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اہلِ ادیان کو صدقہ دو" تو آیت کا عموم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات ذمّیوں کو صدقہ دینے کی اجازت دیتے ہیں، پس جب زکوٰۃ کے اموال کے بارے میں تخصیص آگئی: "صدقہ اُن (مسلمانوں) کے مال داروں سے لیا جائے اور اُن کے فقراء کو لوٹایا جائے"، تو ہم نے اسے مسلمانوں کے لیے خاص کر دیا اور (حربیوں کے استثناء کے ساتھ) باقی صدقات کا حکم مسلم اور غیرِ مسلم کے لیے عام رہا، (شرح مختصر الطحاوی، ج ۲، ص ۲۸۴-۲۸۵)"۔

الغرض، اگر غیر مسلم کافر و مشرک مسلمانوں کے ساتھ حالتِ جنگ (State of War) میں ہوں یا مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہے ہوں اور حقِ آزادی اور حقِ وطن کو سلب کر رکھا ہو، جیسے بھارت اور اسرائیل، تو ان کو کسی بھی طرح کا صدقہ (واجب یا نفلی)، عطیہ یا ہبہ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ظلم میں معاونت ہے۔

بھارت نے جموں وکشمیر پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے اور اہلِ کشمیر کو اُن کے بنیادی انسانی حقوق سے محروم اور محصور کر رکھا ہے، اس لیے مسلمانانِ کشمیر کا ہندوؤں کو اپنی جائداد فروخت کرنا یا کرایے پر دینا ناجائز ہے۔ یاد رہے اسرائیل نے فلسطینیوں کے وطن پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے، ان پر مظالم ڈھا رہا ہے اور اسرائیل نے فلسطین میں سے مسلمانوں کو بے دخل کرنے کے لیے یہی حربہ آزمایا تھا کہ ان کی جائدادیں مارکیٹ ریٹ سے زیادہ قیمت پر خریدیں، جن کی سزا فلسطینی اب تک بھگت رہے ہیں۔

ھٰذا ما عِندِیْ وَاللّٰہُ سُبحَانَہٗ تَعَالیٰ اَعلَمُ بِالصَّوَاب۔ [۲۳ مارچ ۲۰۲۰ء]